ماہنامہ

# منادی

نئی دہلی

بارگاہِ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی کا



منادیًا ینادی للایمان

# بارگاہِ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

محبوب الٰہیؒ سے ایمان اور امن کی ندا دینے والا

اور ان کے جانشین

## امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی یادگار

ماہنامہ

# منادی

نئی دھلی

مدیر

خواجہ حسن ثانی نظامی

معاون مدیر

خواجہ سید مہدی نظامی

درگاہ شریف اور منادی کے بارے میں خط وکتابت کرنے اور قیمت جمع کرانے کا پتہ۔

خواجہ حسن ثانی نظامی

ڈاکخانہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ دہلی ۱۱۰۰۱۳

| | |
|---|---|
| سالانہ قیمت | پندرہ ۱۵ روپے |
| غیر ممالک سے | چھ ۶ ڈالر |
| فی پرچہ | ایک روپیہ ۵۰ پیسے |

منادی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے | یہ انسٹھویں جلد (۱۹۸۴ء) کا نواں شمارہ ہے۔


## سُرخ لکیر

عنوان کے نیچے ایک سرخ لکیر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی ادا کردہ منادی کی قیمت اس شمارے سے ختم ہوگئی اور دو لکیروں کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ شمارے سے ختم ہوجائے گی۔ جلد منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھیج کر ممنون فرمائیے یا وی پی کی اجازت دیجیے۔ وی پی میں آپ کے تین روپے پچیس پیسے زائد خرچ ہوں گے

(منیجر)

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| الفاتحہ | ۲ | (ادارہ) |
| ملفوظات محبوب الٰہیؒ | ۳ | از صاحب الفضل حسن علا سجزیؒ |
| تاج الاولیاء حضرت شاہ نظام الدین بریلویؒ | ۴ | صاحبزادہ شاہ محمود نیازی بریلوی |



پرنٹر پبلشر خواجہ حسن ثانی نظامی نے ... پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳ سے شائع کیا۔

شروع بنام اللہ قلم کار کل — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# الفاتحہ

## خدا حکم دیتا ہے

تم دیندار بن جاؤ۔ تم مرد ہو یا عورت، گورے ہو یا کالے، لمبے ہو یا ٹھنگنے، بوڑھے ہو یا جوان، امیر ہو یا غریب، علم والے ہو یا بے علم، ہندو ہو یا مسلمان، سکھ ہو یا عیسائی، پارسی ہو یا یہودی، بیمار ہو یا تندرست۔

آجاؤ، پکے ارادے سے آجاؤ، پورے یقین سے آجاؤ۔ تاکہ خدا تم کو دونوں جہان کی خوشی عطا فرما دے۔

حکم دینے والا خدا۔ تم سب کے اندر رہے۔ تم سب کے اندر تھا، تم سب کے اندر رہے گا۔ وہ تم سب کا تھا۔ تم سب کا ہے۔ تم سب کا رہے گا۔ خدا کبھی نہیں مرتا۔

اور روح خدا کی تجلی ہے۔ ایک جھلک ہے۔ ایک جوت ہے۔ ایک نور ہے۔ اس لیے روح بھی امر ہے کبھی نہیں مرتی۔ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہتی ہے۔ روح جسم کے اندر رہتی ہے۔ جسم کے باہر رہتی ہے۔ اوپر ہے۔ نیچے ہے۔ دائیں ہے، بائیں ہے۔ اول ہے۔ آخر ہے۔ ظاہر ہے۔ باطن ہے۔ روح خدا ہے۔ روح خدا نہیں ہے۔

جب تک خدا کی تجلی خدا میں ہے۔ وہ خدا ہے۔ اور جب وہ کسی شکل وصورت میں درخشاں ہوتی ہے۔ یا اس میں سماتی ہے یا اس کے اندر چھپ جاتی ہے، تو مخلوق اور بندہ کہلاتی ہے۔ پھر اس کو خدا نہیں کہہ سکتے۔

لوہے سے قلم کا نب بنا تو اس کو لوہا نہیں کہتے، قلم کہنے لگتے ہیں۔ اور جب لوہے سے توپ بنی تو بھی اس کو لوہا نہیں کہتے۔ توپ کے نام سے پکارتے ہیں۔

سونے کی انگوٹھی کو سونا نہیں کہتے، انگوٹھی کہتے ہیں، سونے کی گھڑی کو گھڑی کہتے ہیں۔ سونا نہیں کہتے

ایسے ہی روح کسی شکل میں سماتی ہے تو اس کو روح نہیں کہتے شکل کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور روح خدا کی تجلی ہے، اس لیے خدا ہی جب مخلوق کو اپنے رُخ کی نقاب بناتا ہے تو اس کو خدا نہیں کہہ سکتے۔ وہی کہتے ہیں جس کی نقاب خدا کے جمال حقیقی پر پڑی ہے

تم ہوشیار ہو مگر بے ہوش ہو۔ تم بادشاہ ہو مگر گدا سے بدتر ہو۔ تم دولت والے ہو مگر مفلس کنگال ہو۔ تم ہنس رہے ہو مگر تمہارا دل رو رہا ہے۔ تم اوپر چڑھ رہے ہو مگر حقیقت میں نیچے گر رہے ہو۔ تم کپڑے پہنے ہوئے ہو مگر تم ننگے ہو۔ تم عمدہ عمدہ کھانے کھا رہے ہو لیکن تم بھوکے ہو۔ تم آرام میں ہو مگر بہت بے آرام ہو۔ تم اولاد والے ہو مگر بے اولاد ہو۔ تم تندرست ہو مگر بہت سخت بیمار ہو۔ کیوں؟

اس لیے کہ تم

اپنے اندر رہے ہوئے، بسے ہوئے۔ خدا سے غافل ہو، بے خبر ہو اس واسطے تم کو نہ دولت کا مزہ ہے، نہ تندرستی کا لطف ہے۔ نہ اولاد کی خوشی ہے۔ اور تمہاری زندگی ایک دھوکہ کی زندگی بن گئی ہے۔

## اللہ کی اطاعت کرو

قرآن میں خدا نے فرمایا ہے۔ نہیں بلکہ حکم دیا ہے۔

باقی صفحہ پر ۲

فوائد الفواد

# ملفوظات سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہیؒ

از صاحب الفضل حسن علا سجزیؒ ترجمہ حسن ثانی نظامی دہلوی

قدم بوسی کی دولت حاصل ہوئی ۔بچوں کی محبت کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ رسول علیہ السلام بچوں کو بہت محبوب رکھتے اور ان پر شفقت فرماتے ۔ اس وقت حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ رسول علیہ السلام نے امام حسن کو بچوں کے درمیان دیکھا ۔ ان کے قریب آئے ۔ ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ سر پر رکھا اور ان کا منھ چوما ۔ اس دوران بندے نے عرض کی کہ ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول علیہ السلام نے حسنؓ اور حسینؓ کی خاطر اونٹ کی آواز نکالی ۔ فرمایا ہاں یہ حکایت مشہور ہے ۔ اور لکھی گئی ہے ۔ اور یہ الفاظ زبان مبارک پر لائے کہ تم دونوں کا اونٹ کیسا اچھا اونٹ ہے ۔

حکایت فرمائی کہ جب امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے مصطفےٰ علیہ السلام مبارکباد دینے آئے اور علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھا علیؓ نے کہا حزن ۔ بولے ۔ نہیں ۔ ارشاد ہوا اس کا حسن نام رکھو ۔ پھر جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے رسول علیہ السلام مبارکباد کو آئے ۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھا؟ علیؓ نے جواب دیا ، حرب ۔ بولے نہیں ۔ اس کا حسین نام رکھو ۔

ایک مرید آیا اور عرض کی میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے ۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ اس نے کہا خیرلہ ( فارسی میں خیر نہ ہونے کا مفہوم رکھتا ہے ) میں نے کوئی نام نہیں رکھا ۔ حاضر ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ مخدوم سے عرض کروں مخدوم جو نام تجویز فرمائیں رکھوں ، خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ جب تم نے خیر کہا ہے تو یہی نام رکھ دو ۔

لہ جس طرح اردو محاورے میں دوکان بند کرنے کو دوکان بڑھانا کہتے ہیں ۔ یعنی بدشگونی نہ ہو ۔ اسی طرح فارسی میں خیر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ مثلاً کھانا ہو لنگر میں کھانا ختم ہو گیا تو کہا جائے گا خیر ہے ۔ یعنی کھانا نہیں ہے ۔

# تاج الاولیا حضرت شاہ نظام الدین بریلوی رح

(از صاحبزادہ شاہ محمود نیازی بریلوی)

سلسلہ نیازیہ ہندوستان کے مقبول ترین خانوادوں میں سے ایک ہے جس نے چراغ چشتیہ نظامیہ کی روشنی سے سارے ہندوستان بلکہ دنیا کو روشن اور منور کیا اور عطیہ فیض خلق اللہ کو پہنچایا۔ بقول صاحب تاریخ مشائخ چشت اٹھارہویں صدی میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کو جو کچھ فروغ حاصل ہوا وہ مولانا شاہ فخر الدین محمد دہلوی رح کے مریدوں اور خلفاء کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ شاہ نور محمد صاحب رح نے پنجاب میں اور شاہ نیاز احمد صاحب رح نے یوپی میں سلسلہ کو خوب پروان چڑھایا۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو فروغ دینے والی اہم شخصیت تاج الاولیا حضرت شاہ نظام الدین حسین بریلوی رح کی تھی۔ آپ قطب عالم مدار اعظم حضرت شاہ نیاز احمد چشتی قادری بریلوی رح کے خلف اکبر اور حقیقی جانشین تھے۔ حقیقی جانشینی کی اصطلاح میں نے جان بوجھ کر استعمال کی ہے کیونکہ ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ مشائخ طریقت کے فرزندوں یا عزیزوں میں ہی سے بشرائط معتبر جانشینی کے لائق لوگ پیدا ہوئے ہوں۔ مگر سلسلہ نیازیہ کی سجادگی ہمیشہ سے ان شرائط سے مستثنیٰ رہی ہے۔ بہرحال حضرت تاج الاولیاء مقرب بارگاہ الٰہی۔ طالب مولا اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ معرفت الٰہی میں طاق اور ریاضت الٰہی میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت یکم صفر ۱۲۳۴ھ مطابق ۱۸۱۹ء کو بریلی میں ہوئی اور وصال اٹھاسی سال کی عمر میں یکم رمضان ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ آپ کی خانقاہ اور مزار مبارک آج بھی زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

آپ کے والد ماجد یعنی حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی رح کا وصال ۶ رجب ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں ہوا تھا اس طرح آپ ۱۲۵۰ھ سے ۱۳۲۲ھ تک متواتر تہتر سال مسند ارشاد پر جلوہ فگن رہے۔ اس طویل مدت میں آپ نے چمن چشتیہ نظامیہ کی آبیاری کی۔ سجایا سنوارا اور اس طرح سرسبز و شاداب بنایا کہ اس کی مہک ابھی تک سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کا یہ دور درحقیقت اس سلسلۂ عظیم کے لیے نشاۃ ثانیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سلسلہ نیازیہ کے عروج کی شروعات تو بانی سلسلہ کے زمانے سے ہی ہو گئی تھی اور بقول مفتی غلام سرور لاہوری آپ (حضرت نیاز رح) کی بارگاہ معدن فیوض ربانی اور خانقاہ مطلع انوار سبحانی بن گئی تھی لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ تذکرہ خزینۃ الاصفیاء کی تدوین ۱۲۸۵ھ میں ہوئی تھی یعنی اس وقت حضرت تاج الاولیاء رح کو مسند ارشاد پر متمکن ہوئے پینتیس ۳۵ سال گزر چکے تھے اس لیے مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے جو زمانہ دیکھا وہ حضرت تاج الاولیاء کا ہی زمانہ تھا اور مفتی صاحب نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ خلق بے شمار حلقہ ارادت میں آئی اور مردمان از اقالیم دور دراز از کابل، قندھار

شیراز و بدخشاں" آ آکر مستفید و مستفیض ہوئے مفتی غلام سرور لاہوری کی اس عینی شہادت سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت تاج الاولیاءؒ کے مریدین اور خلفاء کا سلسلہ اس وقت تک ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی پھیل چکا تھا۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے مفکر، صوفی، شاعر اور مشاہیر زمانہ لوگ شامل تھے چنانچہ ایران کا مشہور شاعر آغا سنجر ایرانی جب حلقہ ارادت میں شامل ہوا تو اس نے ۷۷ اشعار کا ایک قصیدہ اپنے مرشد کی شان میں لکھ کر پیش کیا تھا جس کا مطلع اور آخری چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

چمن خندد کہ از فرّ و بہائی باد فرور دیں
سزد بالد جہاں از یمن فیض شہ نظام الدیں
تعالی اللہ ز فرّ مقدم پاک ہمایونش
قدم بیں راست خندآں مغز دنیا گشت خلد آگیں
سلیل خاتم پیغمبراں تو بادۂ حیدر
شہ ملک ہدایت مرشد کامل نظام الدین
من از یمن قبولت ہستم کمتر ز فردوسی
نہ از طوس است کمتر خاک پاک خطۂ قزویں
گرت ایجابۂ امن و اماں سنجر دعا گوید
رسد بر گوش جاں فی الفور ش از روح الامیں آمیں
شراب دوستانت باد از تسنیم و ز کوثر
طعام دشمنانت باد از زقوم و ز غسلین

حضرت تاج الاولیاءؒ منجانب سلسلۂ آبائی سید علوی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سید رضوی تھے۔ مگر خود کو ہمیشہ غلام سادات بنی فاطمہ سمجھتے تھے۔ آپ کے اجداد شاہانِ بخارا سے تھے جن کا پایۂ تخت "اندی جان" تھا۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت شاہ آیت اللہ ترک سلطنت فرما کر ملتان تشریف لے آئے تھے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ان کے پوتے شاہ عظمت اللہ علویؒ ملتان سے سرہند آکر سکونت پذیر ہو گئے تھے پھر ان کے پوتے حاجی الحرمین حکیم الٰہی شاہ

عبد رحمت اللہ سرہندیؒ اپنے پانچ سالہ صاحبزادے حضرت شاہ نیاز احمدؒ کو لے کر دہلی آگئے یہ واقعہ ۱۱۴۳ھ کا ہے۔ حضرت تاج الاولیاءؒ کی جدہ محترمہ بھی بڑی عارفہ کاملہ اور شاغلہ تھیں۔ آپ حضرت مولانا سعید الدین رضویؒ کی صاحبزادی اور حضرت شاہ محی الدین دیاسنامیؒ کی مریدہ تھیں جو حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کے ممتاز خلیفہ تھے۔ حضرت شاہ نیاز احمد بریلویؒ نے اپنی والدہ محترمہ کے فیض باطن کا ذکر بھی اس شعر میں کیا ہے

شیر مادر تھا یا شراب کہن
جس کا ہے یہ خمار آنکھوں میں

اس طرح حضرت تاج الاولیاءؒ کو اپنے والد بزرگوار اور ان کی والدہ ماجدہ کے شیخ سے بہت سے سلسلوں میں فیض پہنچا تھا یعنی نقشبندیہ (قدیمیہ) قادریہ عبید اللہیہ عجیبیہ، قادریہ (سنامیہ) قادریہ (قمیصیہ) چشتیہ نظامیہ (فخریہ) چشتیہ صابریہ (مجددیہ) چشتیہ صابریہ (قدسیہ) اور چشتیہ (نارنولیہ) وغیرہ مگر آپ کو نسبت قوی مولانا فخر پاکؒ اور حضرت عبداللہ قادری بغدادیؒ کے سلاسل چشتیہ و قادریہ سے ہی تھی۔

حضرت تاج الاولیاءؒ اپنے دادا پیر حضرت مولانا فخر الدین محمد دہلویؒ کے عین پر تو تھے۔ وہی لباس شاہانہ اور جلوس خسروانہ، رفتار با وقار اور گفتار دُر نثار۔ آپ کے نزدیک درویشی اور فقر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق خاص پیدا کرنے کا نام تھا نہ کہ ظاہر داری اور دکھاوے کا۔ آپ کے نزدیک درویش صفت ہونا چاہیے تھا نہ کہ درویش نما۔ بقول حضرت سعدیؒ ؎

حاجت بہ کلاہ ترکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

آپ کا فقر لباس شاہی میں تھا۔ فن خوشنویسی اور خطاطی میں مہارت تامہ، فن بنوٹ، شمشیر زنی اور دوسرے تمام فنون سے شغف دراصل فقر کو پوشیدہ رکھنے کے پردے تھے۔ ان معاملات میں آپ حد درجہ

اخفا کے قائل تھے حتیٰ کہ آپ کے تمام خوارق و تصرفات بھی کسی نہ کسی پردے میں ہوتے تھے۔

حضرت تاج الاولیاءؒ عالم علوم صوری و معنوی۔ شیدائے رسول و آلِ بیت اطہار۔ مطیع احکام شریعت اور صاحب سماع و وجد و حال تھے۔ رسولؐ اور ان کے گھرانے کے ساتھ ایک خاص غلوئے محبت کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کی تعظیم بھی سلسلہ نیازیہ کی طرۂ امتیاز رہی ہے۔ آپ کے والد ماجد و بانی سلسلہ فرماتے ہیں۔ ؎

ببیں اندر کمالاتِ نبوّت
ز امّت بہترین صدیق اکبر
نبیؐ را داد حق تسکین بمعراج
باواز ہمیں صدیق اکبر

حضور قبلہ شاہ نیاز احمدؒ ایک اور مقام پہ تحریر فرماتے ہیں "یاد دار کہ صحابہ را بر ذمہ مسلمانان حقوق بسیار است کہ ادائے آں عہدہ برائی نتوانند شد۔ چہ او شاں برائے تقویت دین محمدیؐ چہ قدر جان بازیہا کردہ اند۔ دریں راہ چہ قسم فقر و فاقہ و اضرار کفار و تفرقہ بے شمار دیدہ اند و در اکثر اقالیم و بلاد در زمان خود اسلام نمودہ اند و روئے زمین از غبار کفر و خاشاک شرک پاک ساختہ اند۔ احکام شریعت و آداب طریقت و معارف حقیقت از ایشاں در جہاں منتشر گشت و اقوال و احوال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از ایشاں بعالم رسیدہ۔"

یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا عقیدہ سے منحرف ہوکر کوئی بھی نیازی اپنے مسلک پر قائم نہیں رہ سکتا ہے حضرت تاج الاولیاءؒ بھی اس عقیدہ کے مطابق اصحاب اربعہ کو برابر سمجھتے تھے مثل تقدیم و تاخیر انبیاء علیہم السلام کے جو راز خداوندی ہے تمام سلسلے چونکہ سرچشمۂ ولایت و طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہی منتہی ہوتے ہیں۔ اگرچہ نسبت خاصہ نقشبندیہ حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پائی تھی مگر ان کی تمام تربیت سلوک بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہی فرمائی تھی۔ یہی سبب ہے تمام متقدمین صوفیہ، خاص طور پر حضرات چشت اہل بہشت اور بالخصوص سلسلہ نیازیہ کے اکابرین ہمیشہ نسبت مرتضویہ ہی سے سرشار رہتے تھے۔ یہ تمام حضرات حضرت مولاؑ کے خرمن علم کے خوشہ چیں اور فیضان یافتہ ہیں۔ حضرت تاج الاولیاءؒ بھی سارے خانوادۂ نبیؐ کو افضل و اکمل سمجھتے تھے جس کا اظہار ان کی منقبت سے ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

از بہر علی مقام حمد ست کنف
در زیست یتیم و وحدت او راست صدف
زاں رد شدہ مسجود دو عالم کعبہ
کز مولد قبلہ ام علی یافت شرف
ضو یافت چو ذرہ از کف پائے علی
شد تار شعاع شمس پیشش چو علف
آں فخر رسل کمک نمی فرمود
کاں بود شرف گاہ رسولان سلف
تفسیر و مارمیت ظاہر ز علی است
آمد چو پئے قتال شمشیر بکف
می جست رسول در عبا خامس کیست
جبریل صدا داد کہ آں شاہ نجف
بگذر ز دوئی لنظام دین خود کن
تا کے ز سواد کفر بر چہرہ کلف

حضرت تاج الاولیاءؒ کے عقیدہ کے سلسلہ میں وہ صاحب کرامات نظامیہ" (مطبوعہ ۱۹۱۶ء) نے ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"ایک بار چند سید صاحبان نے حضرت تاج الاولیاءؒ کی دعوت کی۔ یہ لوگ حضرت سے واقف نہیں تھے۔ محض پہلی بار حضرت کو دریا کے کنارے پر شکار ماہی کے موقع پر

دیکھ کر اپنے گھر آنے کے لیے مدعو کیا تھا کھانے کے وقت جب ہاتھ دھوئے گئے اور کھانا آنے لگا تو میزبانوں میں سے کسی نے دریافت کیا۔ حضرت! آپ کا مذہب کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اس سوال کا اصل وقت دریافت تھا جب آپ نے دعوت کی تھی اب اس کا وقت نہیں رہے۔ اگر میں آپ کا ہم عقیدہ نہ ہوا تو سارا کھانا بے کار جائے گا اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم آپ لطف سے کھانا کھائیں اور اپنے اپنے گھروں کو جائیں ان لوگوں نے پھر اصرار کیا کہ نہیں حضرت آپ فرمادیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ صاحب آپ نہیں مانتے تو سنیے۔ شیعہ اس کو کہتے ہیں جو خلافت خلفائے ما تقدم کو صحیح نہ جانے اور حضرت علی کو وصی رسول سمجھے اور سنّی اس کو کہتے ہیں جو خلافت اربعہ کو حق جانے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علی الترتیب خلیفہ مانے۔ میزبانوں نے کہا "سچ ہے" پھر حضرت نے سوال کیا آخر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تو کوئی مذہب تھا۔ حضرت علی کا مذہب کونسا تھا۔ کیا ان کے زمانے میں بھی کوئی اور علی گزرے تھے جن کی محبت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیعہ ہوگئے ہوں یا سنّی بن گئے ہوں۔ جو مذہب رسول اللہ صلعم اور حضرت علی کا تھا وہی مذہب میرا ہے اور یہ حضرات جن جن لوگوں کو جیسا جیسا سمجھتے تھے میں بھی ان کو ویسا ہی سمجھتا ہوں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ وہ شخص ہرگز ہرگز جماعت اہل سنت والجماعت میں شمار نہ ہوگا جو اہل بیت رسول سے محبت نہ رکھتا ہو۔ اسی طرح کوئی بھی شخص خود کو شیعان علی میں شمار کرنے کا مستحق نہیں ہے اگر وہ صحابہ کرام اور جانشاران خیرالانام سے عداوت رکھتا ہو"

ولایت کی ایک شرط حصول علم کی بھی ہے کیونکہ حضور صلعم کا ارشاد ہے "انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابہا" اس لیے یہ بات حقیقت ہے کہ جاہل کبھی ولی نہیں ہو سکتا ہے"

علوم ظاہر حاصل کیے بغیر کوئی شخص بھی علوم احادیث تفسیر اور فقہ سے کماحقہٗ واقف نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک ولی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ محرم اسرار شریعت اور فصیح البیان بھی ہو اسی لیے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے تمام اکابرین کے ملفوظات علوم ظاہری کا بھی ایک خزانہ ہے جس سے لوگ آجتک مستفیض ہو رہے ہیں۔ حضرت تاج الاولیاءؒ نے بھی رشد وہدایت کی بے پناہ مصروفیت کے باوجود تصنیف وتالیف کا کام بھی انجام دیا جو سنت شیخ تھا۔ آپ کی ایک کتاب "مراۃ الحقیقت" معارف واسرار کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ تصوف کی یہ کتاب جو آپ نے اپنے صاحبزادے سراج السالکین حضرت شاہ محی الدین احمد نظامیؒ کے لیے تصنیف فرمائی تھی ہمیشہ سے ہی مرغوب ومطبوع طبع جماعت اصفیا رہی ہے اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں حضرتؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

"برخوردار محی الدین احمد طولعمرہ کہ صالح ازلی است وبہ پیروی مقبولان بارگاہ الٰہی حصول فقر شوقی تمام دارد دست تضرع بستہ با سماجت بانمود فلہٰذا مضامین سینہ بسینہ کہ بہ ہدایت تعلیمی وتلقینی والقائے کہ شمہ از علم حضرت مولائی ومرشدی ووالدی قطب عالم مدار اعظم نیاز بے نیاز حضرت شاہ نیاز احمد علوی قادری چشتی قدس اللہ سرہ است

دباین ذرۂ بے مقدار رسیدہ مختصرے وجزوے ازاں فقیر بے ہیچ حسب استعداد خود بہ زبان ژولیدہ بیان بذریعہ کلک مقطوع اللسان کہ مراد از قلم شکستہ رقم است بہ صفحہ چند نقوشے وخطوطے دریں خصوص تحریر نمودہ "بہرات الحقیقت" کہ نام تاریخی است موسوم ساخت" ۱۲۹۰ھ

حضرت تاج الاولیاءؒ کے زمانہ میں ایک نئے فتنہ نے سر اٹھایا تھا اور ایک خاص عقیدے کا بہت زور ہو رہا تھا جس کو ماننے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اپنی طرح کا ایک بشر اور فانی ومعدوم الوجود سمجھتے تھے بلکہ اپنے بڑے بھائی کی مانند سمجھتے تھے ایسے ماحول میں نیازیہ سلسلہ کے متوسلین کی ہدایت کے لیے آپ نے ایک طویل خط کسی صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔ اس طویل خط کو مختصر کرکے" اصول الایمان" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے، اس رسالہ سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

"آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نری بشریت کا درک کرنا بھی ادراک بشری سے محال محض ہے۔ نکتہ لطیف۔ عقل کی تعریف یہ ہے کہ خالصتاً رجوع طرف اللہ کے رکھتی ہو بعض نے مجازاً ان امور کو جو باعث حصول جنت کے ہوں عقل میں شمار کیا ہے مگر مذہب صحیح اور اتفاق جمہور اسی پر ہے کہ نعمائے جنت مادہ ہے تربیت نفس کا۔ پس عقل وہی ہے جو خالص رجوع طرف اللہ کے رکھتی ہو۔ یہ تعریف انبیاے علیہم السّلام اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین میں پائی جاتی ہے، یہ حضرات حقیقتاً ذی عقل اور ذی دانش تھے اور ہیں۔ عام مخلوق اس تعریف سے عقل کی خارج ہے۔ بشر اور حیوان میں فرق اور امتیاز یہی ہے کہ بشر ذوالعقول اور حیوان مطلق غیر ذی العقول ہے جبکہ تعریف عقل کی مذکورہ بالا متیقن ہوئی تو عام بشر انسانیت اور بشریت میں داخل مذر ہے۔ ان کے حق میں اللہ جل جلالہ بالتصریح ارشاد فرماتا ہے کہ" اولئٰک کالانعام بل ھم اضل ۵ یعنی وہ لوگ مانند چارپایوں کے بلکہ ان سے بھی زیادہ ناسمجھ ہیں۔" اصول الایمان ص۔ ۳۳م

یکم رمضان ۱۳۲۲ھ روز پنجشنبہ وقت دو بجکر دس منٹ دن کو حضرت تاج الاولیاءؒ نے وصال فرمایا تاریخ وصال اس آیہ کریمہ سے نکلتی ہے

واللہ اِنَّ اولیاء اللہ لاخوفٌ علیہم ولا ھم یحزنون ۵ ۱۳۲۲ھ

---

## بقیہ صفحہ ۲ "الفاتحہ"

### اطیعو اللہ

تم سب اللہ کی اطاعت کرو اور اس حکم کے بعد ہی فوراً دوسرا حکم دیا تھا۔

### واطیعو الرسول

اور رسولؐ کی بھی اطاعت کرو اور ان دو حکموں کے بعد ہی ایک دم تیسرا حکم دیا تھا۔

### واولی الامر منکم

اور اطاعت کرو تم حاکموں کی جو تم میں ہوں۔ یعنی جو تمہارے ہم خیال یا ہم عقیدہ ہوں۔

پس اگر ہم نے خدا کے ہونے کا اقرار کیا ہے اور ہم اس پر ایمان لائے ہیں کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے تو ہم پر ان تینوں حکموں کا ماننا ضروری ہے کہ ہم خدا کی اطاعت بھی کریں۔ اور رسولؐ کی اطاعت بھی کریں اور جو ہم میں صاحب حکم ہوں ان کی اطاعت بھی کریں۔